نہج البلاغہ کا اردو ترجمہ اور علامہ مفتی جعفر حسین صاحب: ایک تعارف اور تحلیلی جائزہ

مقالہ نگار

علی رضا اعوان الامانتی

(لیکچرر انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی: اسلام آباد / مدرّس جامعۃ الرضاؑ: بارہ کہو۔ اسلام آباد۔)

مقالے کا خاکہ

نہج البلاغہ امیر المومنینؑ کے منتخب مقولات و مکتوبات کا مجموعہ ہے جس کو ایک گلدستے کی صورت میں ڈھالنے کا سہرا شریف رضی رحمۃ اللہ علیہ کے سر جاتا ہے جو خود بھی ایک نابغہ روزگار شخصیت اور بلند پایہ ادیب تھے۔ نہج البلاغہ کا کلام بلند علمی مطالب و معارف کے ساتھ ساتھ عالی عربی ادب کا شاہکار بھی ہے۔ اور اس کو سمجھنے کے لیے بلند علمی سطح کی ضرورت ہے بالخصوص عربی سے نابلد لوگ اس کے ترجمے کے محتاج ہوتے ہیں۔ اسی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے علامہ مفتی جعفر صاحب اعلی اللہ مقامہ نے اس گراں قدر ذمہ داری کا بیڑہ اٹھایا اور محنت شاقہ کے بعد نہج البلاغہ کا ترجمہ اردو قارئین کی خدمت میں پیش کیا۔

اس مقالے میں مفتی صاحب کے نہج البلاغہ کے ترجمے کا تحلیلی کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے جس میں اس ترجمے کی خوبیوں اور آموجودہ دور کے اردو قاری کو در پیش دقتوں اور مشکلات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مقدمہ ذکر کرنے کے بعد مترجم یعنی مفتی صاحب کا مختصر تعارف اور ترجمے کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ بعد ازآں اب تک ہونے والے مطبوعہ و غیر مطبوعہ اردو تراجم کا اجمالاً ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس کے بعد معتبر اردو، عربی اور فارسی معاجم و لغات کے سہارے سے ترجمے کا تحلیلی و تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے اور پھر نتیجہ بحث درج کیا گیا ہے۔ حوالہ جات کو ہر صفحے کے نیچے درج کیا گیا ہے اور ببلیو گرافی کو مقالے کے آخر میں لکھا گیا ہے۔

اس تحقیق میں نہج البلاغہ کا پہلا خطبہ، تشریح طلب کلام میں پانچ حدیثیں، چند حکمتیں اور چند مکتوبات زیر بحث آئے ہیں۔ اس تحقیقی کاوش کا ہدف و مقصد مفتی صاحب کی عرق ریزی کے ساتھ کی گئی علمی خدمت کا تحلیلی جائزہ لینا اور خراج تحسین پیش کرنا اور مزید برآں ان کے تجربات سے استفادہ کرنا تاکہ مستقبل میں نہج البلاغہ کی اردو زبان میں علمی خدمات کے لیے راہ ہموار کی جاسکے۔

مقدمہ

ہر امت کی کوئی نہ کوئی پہچان ہوتی ہے۔ ہم مسلمانوں کی پہچان اور بنیاد قرآن کریم ہے۔ اللہ نے یہ کتاب ہر قسم کے لوگوں کی نجات اور انہیں ہدایت دینے کے لئے ہمارے نبی پر نازل فرمائی۔ قرآن کے بعد ایک اور کتاب ہے جسے نہج البلاغہ کہا جاتا ہے۔ یہ کتاب مسلمانوں کے متفقہ خلیفہ و امام کے عظیم الشان کلمات پر مشتمل ہے۔ امام علی (ع) باب العلم تھے ، باب الحکمت تھے اس لئے آپ کا نورانی کلام بھی قیامت تک کے لئے لوگوں کو روشنی فراہم کرتا رہے گا۔

نہج البلاغہ کی اہمیت شیعہ سنی دونوں مسالک کے ہاں برابر ہے۔ اس بات کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کی سب سے بڑی اور سب سے معتبر شرح ایک غیر شیعہ عالم ابن ابی الحدید معتزلی نے ساتویں صدی ہجری میں تحریر کی ہے جو آج بھی شائع کی جارہی ہے۔ جامعۃ الازہر مصر کے صدر مفتی محمد عبدہ نے بھی اس کی شرح لکھی ہے جو کہ مشہور و معروف ہے۔ انہوں نے نہج البلاغہ کی بہت زیادہ تعریف کی ہے اور اہلسنت متوجہ کیا ہے کہ وہ اس کتاب سے استفادہ کریں۔[1]

نہج البلاغہ کا ترجمہ 18 زبانوں میں ہو چکا ہے اور مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے کی تعداد 100 سے زیادہ ہو چکی ہے۔ اس کی متعدد شرحیں اور تکملے بھی لکھی گئی ہیں۔ بعض نے ان کی تعداد 300 سے زیادہ ذکر کی ہیں۔[2] پاکستان میں بھی اہلسنت کے تین تراجم سامنے آچکے ہیں۔ اس بات سے نہ صرف اس عظیم کتاب کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے بلکہ یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ عظیم کتاب اسلام کی متفقہ میراث ہے۔[3]

---

[1] Seerata Ahlebait A.S. https://m.facebook.com/1383214965300210/posts/1714789692142734/

[2] https://ur.wikishia.net/view/%D9%86%DB%81%D8%AC_%D8%A7%D9%84%D8%A8%D9%84%D8%A7%D8%BA%DB%81

[3] Seerata Ahlebait A.S. https://m.facebook.com/1383214965300210/posts/1714789692142734/

مترجم کا تعارف

مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ پاکستان کے اہل تشیع کے دوسرے قائد تھے۔ وہ 1916ء میں پاکستان کے شہر گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔[4] آپ نے ابتدائی تعلیم پانچ برس کی عمر اپنے چچا حکیم شہاب الدین سے حاصل کرنا شروع کی۔ قرآن اور عربی سیکھنے کے بعد سات سال کی عمر میں حدیث اور فقہ بھی انہی سے حاصل کی۔ فقہ و حدیث کی تعلیم چچا کے علاوہ چراغ علی خطیب مسجد اہل سنت اور حکیم قاضی عبدالرحیم سے سیکھی۔ 12 سال کی عمر میں حدیث، فقہ، طب اور عربی زبان پر کافی عبور حاصل کیا تھا۔ سنہ 1926 کو آپ لکھنو میں مدرسہ ناظمیہ چلے گئے جہاں سید علی نقی، ظہر الحسن اور مفتی احمد علی سے کسب فیض کیا۔

سنہ 1935ء کو مزید علم کے حصول کے لئے نجف اشرف گئے۔ اور پانچ برس کے قیام کے دوران سید ابوالحسن اصفہانی جیسے اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ اور پانچ برس کے بعد واپس لوٹے تو آپ مفتی جعفر حسین کے نام سے مشہور ہو گئے۔[5] آپ جید عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین ادیب، مبلغ اور مقرر بھی تھے۔ آپ ایک نڈر، بے باک، راست گو اور سادہ انسان تھے، آپ پر جو بھی مذہبی فرائض عائد ہوئے آپ نے انہیں ہمیشہ لگن، محنت اور دیانتداری سے انجام دیا۔ بالآخرہ بروز پیر 29 اگست 1983ء کو داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس دار فانی سے ایک قوم کو گریاں چھوڑتے ہوئے وفات فرما گئے، کربلا گامے شاہ (لاہور) میں تدفین کی گئی۔[6]

علمی خدمات:

- گوجرانوالہ میں وسیع و عریض رقبہ پر مشتمل جامعہ جعفریہ کے نام سے ایک دینی درسگاہ قائم کی اور آخری ایام تک آپ اس درسگاہ سے منسلک رہے۔
- دیوان امیر المومنین کا منظوم ترجمہ
- سیرت امیر المومنین کے نام سے دو جلدوں پر مشتمل ضخیم کتاب تالیف کی۔[7]
- نہج البلاغہ اور صحیفہ کاملہ کا اردو ترجمہ و تشریح کی۔ جواب بھی اردو زبان میں بے نظیر ہے۔[8]

ترجمے کا تعارف

علامہ شریف رضیؒ نے بڑی کوشش و کاوش اور تحقیق و جستجو سے امام علیؑ کے بلیغ کلام اور جواہر ریزوں کو جمع کر کے نہج البلاغہ کے نام سے مرتب کر گئے۔ لیکن بقول مفتی صاحب ''اردو دان طبقہ نہ اصل کتاب سے مستفید ہو سکتا ہے اور نہ شرحوں تک اس کی رسائی ہے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ ضروری تشریحات کے ساتھ اس کا صحیح اور سلیس اردو میں ترجمہ ہو جائے''۔

مفتی صاحب ترجمے کی بابت فرماتے ہیں، ''میں نے نہج البلاغہ کا ترجمہ پیش کرنے کی جرأت کی ہے۔ ترجمہ جیسا کچھ بھی ہے آپ کے سامنے ہے۔ میری کوشش تو یہی رہی ہے کہ میرے امکانی حدود تک ترجمہ صحیح ہو، لیکن میری کوشش کہاں تک بار آور ہوئی ہے اس کا اندازہ اربابِ علم ہی کر سکتے ہیں۔ میرے صحیح سمجھنے یا کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ ترجمہ میں اصل کی لطافت و بلاغت اور علوی نطق و فصاحت کے جوہر کو سمویا جا سکے تاہم: جو ہو سکتا ہے وہ ظاہر الفاظ کا ایک حد تک صحیح ترجمہ ہے۔ چنانچہ اس کے لئے میں نے کوئی کوشش اٹھا نہیں رکھی۔ اب اس سے اگر تھوڑی بہت جھلک بھی کلامِ امام کی سامنے آجائے تو وہی بہت ہے:

جن شروح سے مفتی صاحب نے استفادہ کیا:

۱۔ ''اعلام نہج البلاغۃ'': اس کے مصنف علی ابن الناصر ہیں جو جناب سیّد رضیؒ کے معاصر تھے۔ یہ نہج البلاغہ کی سب سے پہلی شرح اور مختصر شرح ہے، لیکن حل لغات و تشریح مطالب کے لحاظ سے بہت بلند پایہ ہے۔

۲۔ ''شرح ابن میثم'': شیخ کمال الدین میثم ابن علی ابن میثم بحرانی متوفی ۶۷۹۔

---

[4] https://ur.wikishia.net/view/%D9%85%D9%81%D8%AA%DB%8C_%D8%AC%D8%B9%D9%81%D8%B1_%D8%AD%D8%B3%DB%8C%D9%86

[5] https://ur.wikishia.net/view/%D9%85%D9%81%D8%AA%DB%8C_%D8%AC%D8%B9%D9%81%D8%B1_%D8%AD%D8%B3%DB%8C%D9%86

[6] https://ur.m.wikipedia.org/wiki/%D9%85%D9%81%D8%AA%DB%8C_%D8%AC%D8%B9%D9%81%D8%B1_%D8%AD%D8%B3%DB%8C%D9%86

[7] https://ur.wikishia.net/view/%D9%85%D9%81%D8%AA%DB%8C_%D8%AC%D8%B9%D9%81%D8%B1_%D8%AD%D8%B3%DB%8C%D9%86

[8] https://www.islamtimes.org/ur/article/482581

۳۔ ''شرح ابن ابی الحدید'': مدائنی بغدادی معتزلی، متوفی ۶۵۵ ہجری۔

۴۔ ''دُرّۂ نجفیہ'': الحاج میرزا ابراہیم خوئی شہید ۱۳۲۵ ہجری۔ اس میں لغوی تشریحات بڑی وضاحت سے درج ہیں۔

۵۔ ''منہاج البراعۃ'': سیّد حبیب اللہ خوئی متوفی حدود ۱۳۲۶ ہجری۔ یہ شرح بہت بسیط اور تفصیلی واقعات پر مشتمل ہے [9]

چند اردو تراجم کا تعارف

اس کتاب کے دنیا کی رائج زبانوں میں ترجمہ ہو چکے ہیں جیسے فارسی، ترکی، اردو، انگلش، فرانسوی، جرمنی، اٹالین اور اسپینش وغیرہ۔

یہاں پر اب تک اردو میں ہونے والے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ ترجموں کا مختصر تعارف بیان کیا گیا ہے:

۱۔ نہج البلاغہ (الاشاعۃ)۔ مترجم: سید اولاد حسن ہندی امروہوی، متوفی ۱۳۳۸ھ [10]۔

۲۔ نہج البلاغہ۔ (سلسبیل فصاحت)۔ مترجم: سید ظفر مہدی گوہر۔ [11]

۳۔ نہج البلاغہ۔ مترجم: سید علی اظہر کھجوی ہندی متوفی ۱۳۵۲ھ۔ [12]

۴۔ نہج البلاغہ۔ مترجم: سید یوسف حسین ہندی امروہوی، متوفی ۱۳۵۲ھ۔ ہندوستان میں یہ ترجمہ ۱۹۲۶ء میں بہترین پریسوں میں چھپ کر منظر عام پر آیا تھا۔

۵۔ نہج البلاغہ۔ مترجم: یوسف حسین بن نادر حسین صدر الافاضل لکھنوی (۱۳۰۱۔۱۴۰۸ھ)۔

۶۔ نہج البلاغہ۔ مترجم: سید محمد صادق۔

۷۔ نہج البلاغہ۔ مترجم: حسن عسکری ہندی حیدر آبادی، یہ ترجمہ ۱۹۶۶ء میں حیدر آباد دکن میں شائع ہوا۔

۸۔ نہج البلاغہ۔ مترجم: سید سبط حسن رضوی پاکستانی ہنسوی۔

۹۔ نہج البلاغہ۔ نیرنگ فصاحت: مترجم: سید ذاکر حسین اختر ابن سید فرزند علی ہندی دہلوی واسطی (۱۳۱۵۔۱۳۷۲ھ)

۱۰۔ نہج البلاغہ۔ مترجم: صدر الافاضل سید مرتضی حسین لکھنوی، موصوف لاہور کے مشہور عالم گذرے ہیں (۱۳۴۱۔۱۴۰۷ھ)۔

۱۱۔ نہج البلاغہ۔ یہ ترجمہ ۱۳۹۴ھ میں شائع ہوا۔ خطبوں کا ترجمہ: میرزا یوسف حسین نے اور خطوط اور کلمات قصار کا ترجمہ: غلام محمد زکی سرودنے کیا۔

۱۲۔ نہج البلاغہ۔ یہ ترجمہ سید رئیس احمد جعفری، نائب حسین نقوی، عبدالرزاق ملیح آبادی اور مرتضی حسین نے مل کر کیا۔

۱۳۔ نہج البلاغہ۔ مترجم: مفتی جعفر حسین صاحب یہ ترجمہ ۱۸ رجب المرجب ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۶ء کو مکمل ہوا۔

۱۴۔ نہج البلاغہ۔ مترجم: علامہ سید ذیشان حیدر جوادی۔ [13]

ترجمے کو پرکھنے کے چند معیارات و خصوصیات

ترجمہ نگاری کے بنیادی اصول و قوانین:

حضرت شاہ ولی اللہ نے قرآنی و دینی ترجمہ نگاری کے اسالیب کا تحلیل و تجزیہ کر کے جس جامع اسلوب اور بامحاورہ سلیس ترجمہ نگاری کی نشان دہی کی ہے، اس کے بنیادی نکات اور اصول و قوانین درج ذیل ہیں:

۱۔ اصل متن کے الفاظ میں جس قدر جامعیت اور جملوں کی ترتیب و ترکیب میں جیسا نظم و ضبط پایا جاتا ہو، ترجمہ کی جانے والی زبان میں الفاظ کی اُسی قدر جامعیت اور جملوں کی نظم و ترتیب ہونی چاہیے۔

---

[9] نہج البلاغہ۔شریف الرضی، مترجم: مفتی جعفر حسین، پانچواں ایڈیشن، مارچ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۴۰۔۴۱۔

[10] الذریعہ فی تصانیف الشیعہ۔آغا بزرگ طہرانی، ج ۴۔ دار الاضوا۔ بیروت، ص ۱۴۴۔

[11] الذریعہ فی تصانیف الشیعہ۔ ص ۱۴۴۔

[12] الذریعہ فی تصانیف الشیعہ۔ ص ۱۴۴۔

[13] http://balaghah.net/old/nahj-htm/urdo/id/maq/01/002.htm

۲ -ہر زبان میں فعل کے متعلقات وصلات مختلف منہج رکھتے ہیں۔ ترجمے کے وقت افعال کے ایسے متعلقات وصلات کو صحیح طور پر سمجھا جائے۔ اور جس زبان میں ترجمہ کیا جارہا ہے، اس کے جملوں میں ان متعلقات وصلات کا پورا استعمال کیا جانا چاہیے۔

۳ -اگر کسی زبان میں استعمال کیے جانے والے جملے اور اس کی ترکیب کی، دوسری زبان میں کوئی مثال اور نظیر موجود نہ ہو یا مثال تو موجود ہو؛ لیکن اس سے لفظی پیچیدگی پیدا ہوتی ہو یا فصاحت وبلاغت کا خون ہوتا ہو تو پھر ایسے مقامات پر اصل زبان میں استعمال ہونے والے الفاظ کے کسی مترادف لفظ کو پیش نظر رکھا جائے اور اس مترادف لفظ کا ترجمہ کر دیا جائے۔

۴ -ترجمے میں اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ زبان کی ساخت کے اعتبار سے جس لفظ یا جملے کا پہلے ذکر کیا جانا ضروری ہے، اسے پہلے ذکر کیا جائے۔ اُسے بعد میں ہر گز نہ لایا جائے۔

۵ -جس لفظ کو بعد میں لکھا جانا ضروری ہے، اسے بعد میں لایا جائے، پہلے نہ لکھا جائے۔

۶ -اصل متن کی عبارت میں اگر کوئی لفظ محذوف ہے اور اس کے بغیر ترجمہ ممکن نہیں، تو ترجمے میں اس کو ظاہر کر دینا ضروری ہے۔

۷ -ترجمے میں ضرورت سے زائد الفاظ کا استعمال نہ کیا جائے۔

۸ -ترجمہ نگاری میں نحوی ترکیب اور گرامر کے اصولوں کو پیش نظر رکھا جائے۔

۹ -ترجمہ نگاری میں اگر کسی جگہ متکلم کی مراد سمجھانے میں دشواری پیش آئے تو ہر ممکن حد تک اس کو سمجھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

خواہ درجِ ذیل تبدیلیاں کیوں نہ کرنی پڑیں:

(الف) الفاظ کی تقدیم وتاخیر

(ب) کسی حرف کا زیادہ کرنا

(ج) کسی محذوف کو ظاہر کرنا

(د) معطوف کے عامل کو دوبارہ ذکر کرنا

(ھ) کسی ضمیر کو ظاہر کرنا

۱۰ -اگر جملے کی ساخت ایسی ہو کہ مذکورہ بالا طریقوں سے مفہوم کا سمجھانا، گرامر کے اصول پر درست نہ ہو تو پھر الفاظ کا ترجمہ بیان کرنے کے بعد اس کے معنی کا مفہوم بیان کرنے کے لیے ''یعنی'' یا ''مراد یہ ہے کہ'' کا لفظ لا کر اس کی وضاحت کر دی جائے۔

۱۱ -ترجمہ نگاری کرتے ہوئے اگر جملے میں موجود کسی قید کا ذکر کیا جائے یا کسی جملے کے مفہوم میں جو افراد شامل ہیں، ان کی وضاحت کی جائے، یا کسی رَمز وکنایہ کی وضاحت کی جائے یا کسی تعریض واشارے کو کھول کر بیان کیا جائے یا کسی مبہم لفظ کی وضاحت کی جائے تو ایسی صورت میں اِسے بیان کرنے کے لیے، لفظ ''یعنی'' یا ''مراد یہ ہے کہ'' استعمال کیا جائے؛ تاکہ پتا چلے کہ یہ وضاحت وتوضیح اصل کلام کا حصہ نہیں ہے؛ بلکہ اسے مذکورہ بالا طریقوں کے مطابق سمجھایا گیا ہے۔

۱۲ -دونوں زبانوں کی ساخت کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے اندازِ گفتگو اور طرزِ کلام میں موجود اسلوب کے اختلاف کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

۱۳ -دونوں زبانوں میں موجود مختلف انداز واسلوب کی وجہ سے ترجمہ کرتے وقت اگر مجبوراً ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف لانا پڑے تو کوئی حرج نہیں؛ اس لیے کہ ضرورت ایجاد کے ماں ہے۔[14]

مفتی صاحب کے ترجمے کی خصوصیات اور چند نمونے

نہج البلاغہ کے مقدمے میں علامہ نقن صاحب رقمطراز ہیں کہ، ''نہج البلاغہ سے صحیح فائدہ وہی افراد اٹھا سکتے ہیں کہ جو عربی زبان میں مہارت رکھتے ہوں۔ غیر عربی داں اس خزینۂ عامرہ سے فیض حاصل کرنے سے قاصر ہیں''۔ مزید فرماتے ہیں کہ، ''اردو زبان میں ابھی تک نہج البلاغہ کا کوئی قابل اطمینان ترجمہ نہیں ہوا ہے۔ بعض ترجمے جو شائع ہوئے، ان

[14] مقدمه فتح الرّحمٰن۔ ص:ب۔ مطبوعه: تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور۔

https://www.darululoom-deoband.com/urdu/magazine/new/tmp/03-Quran%20Hakim%20Ke%20Tarjume%20Ke%20Usul_MDU_8-9_August-September_12.htm

میں سے کسی میں اغلاط بہت زیادہ تھے اور کسی میں عبارت آرائی نے ترجمہ کے حدود کو باقی نہیں رکھا، نیز حواشی میں کبھی خالص مناظرانہ انداز کی بہتات ہو گئی اور کبھی اختصار کی شدت نے ضروری مطالب نظر انداز کر دیئے۔ جناب مولانا مفتی جعفر حسین صاحب کی یہ کوشش نہایت قابل قدر ہے کہ انہوں نے اس کتاب کے مکمل ترجمہ اور شارحانہ حواشی کے تحریر کا بیڑا اٹھایا اور کافی محنت و عرق ریزی سے اس کام کی تکمیل فرمائی۔ بغیر کسی شک وشبہ کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کتاب کے اب تک ہماری زبان میں جتنے ترجمے اور حواشی شائع ہوئے ہیں، ان سب میں اس ترجمہ کا مرتبہ اپنی صحت، سلاست اور حسن اُسلوب میں یقیناً بلند ہے اور حواشی میں بھی ضروری مطالب کے بیان میں کمی نہیں کی گئی اور زوائد کے درج کرنے سے احتراز کیا گیا ہے"۔[15]

ذیل میں مفتی صاحب کے ترجمے کی خصوصیات اور محاسن کا ایک ایک کر کے مختلف عناوین کے تحت تحلیلی و تنقیدی جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

دقّت و درستگی کا لحاظ

۱۔ فَطَرَ الْخَلَآئِقَ بِقُدْرَتِهٖ، وَ نَشَرَ الرِّيَاحَ بِرَحْمَتِهٖ، وَ وَتَّدَ بِالصُّخُوْرِ مَيَدَانَ اَرْضِهٖ[16].

اس نے مخلوقات کو اپنی قدرت سے پیدا کیا، اپنی رحمت سے ہواؤں کو چلایا اور تھرتھراتی ہوئی زمین پر پہاڑوں کی میخیں گاڑیں۔

میَدان جس کی یا پر فتحہ ہے مادہ یمید کا مصدر ہے جس کا مطلب ہے کسی چیز کا ہلنا یا ڈگمگانا۔[17] جبکہ میدان جس کی یا ساکن ہے اسکا مطلب اردو میں بھی میدان ہے۔ یہ دونوں آپس میں متشابہ لفظ ہیں لیکن ایک ماہر مترجم ان کے معانی کا فرق جانتا ہے اور درست ترجمہ کر سکتا ہے جیسا کہ مفتی صاحب نے اسکا ترجمہ تھرتھرانا کیا ہے جو کہ دقیق و درست ہے۔

۲۔ اَزْرٰى بِنَفْسِهٖ مَنِ اسْتَشْعَرَ الطَّمَعَ، وَ رَضِيَ بِالذُّلِّ مَنْ كَشَفَ عَنْ ضُرِّهٖ، وَ هَانَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهٗ مَنْ اَمَّرَ عَلَيْهَا لِسَانَهٗ.

جس نے طمع کو اپنا شعار بنایا اس نے اپنے کو سبک کیا، اور جس نے اپنی پریشان حالی کا اظہار کیا وہ ذلت پر آمادہ ہو گیا، اور جس نے اپنی زبان کو قابو میں نہ رکھا اس نے خود اپنی بے وقعتی کا سامان کر لیا۔[18]

استشعر کا معنی لغت میں محسوس کرنا بھی ذکر ہوا ہے اور شعار بنانا بھی۔[19] مفتی صاحب کی ترجمہ میں دقت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے درست معنی یعنی لفظ شعار کا انتخاب کر کے صحیح ترجمہ کیا۔

سلاست:

نہج البلاغہ کے پہلے خطبے میں سے دو منتخب عبارات کا ترجمہ ذیل میں درج کیا گیا ہے جس میں دیکھا جاسکتا ہے کہ کس طرح مفتی صاحب نے توحید کے بلند و بالا معارف کو خوبصورت اور سلیس انداز میں اردو زبان میں ڈھالا ہے۔

۱۔ كَآئِنٌ لَّا عَنْ حَدَثٍ، مَّوْجُوْدٌ لَّا عَنْ عَدَمٍ، مَعَ كُلِّ شَیْءٍ لَا بِمُقَارَنَةٍ، وَ غَيْرُ كُلِّ شَیْءٍ لَّا بِمُزَايَلَةٍ، فَاعِلٌ لَّا بِمَعْنَى الْحَرَكَاتِ وَ الْاٰلَةِ، بَصِيْرٌ اِذْ لَا مَنْظُوْرَ اِلَيْهِ مِنْ خَلْقِهٖ، مُتَوَحِّدٌ اِذْ لَا سَكَنَ يَسْتَاْنِسُ بِهٖ وَ لَا يَسْتَوْحِشُ لِفَقْدِهٖ.

وہ ہے ہوا نہیں، موجود ہے مگر عدم سے وجود میں نہیں آیا، وہ ہر شے کے ساتھ ہے نہ جسمانی اتصال کی طرح، وہ ہر چیز سے علیحدہ ہے نہ جسمانی دوری کے طور پر، وہ فاعل ہے لیکن حرکات و آلات کا محتاج نہیں، وہ اس وقت بھی دیکھنے والا تھا جب کہ مخلوقات میں کوئی چیز دکھائی دینے والی نہ تھی، وہ یگانہ ہے اس لئے کہ اس کا کوئی ساتھی ہی نہیں ہے کہ جس سے وہ مانوس ہو اور اسے کھو کر پریشان ہو جائے۔[20]

۲۔ ثُمَّ فَتَقَ مَا بَيْنَ السَّمٰوٰتِ الْعُلَا، فَمَلَاَهُنَّ اَطْوَارًا مِّنْ مَلٰٓئِكَتِهٖ: مِنْهُمْ سُجُوْدٌ لَّا يَرْكَعُوْنَ، وَ رُكُوْعٌ لَّا يَنْتَصِبُوْنَ، وَ صَآفُّوْنَ لَا يَتَزَايَلُوْنَ، وَ مُسَبِّحُوْنَ لَا يَسْاَمُوْنَ، لَا يَغْشَاهُمْ نَوْمُ الْعُيُوْنِ، وَ لَا سَهْوُ الْعُقُوْلِ، وَ لَا فَتْرَةُ الْاَبْدَانِ، وَ لَا غَفْلَةُ النِّسْيَانِ.

---

[15] نہج البلاغہ۔شریف الرضی، مترجم: مفتی جعفر حسین، پانچواں ایڈیشن، مارچ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۴۷۔

[16] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۱۔

[17] المعجم الوسیط عربی اردو۔محمد اویس و عبد النصیر علوی۔ مکتبہ رحمانیہ: اردو بازار۔لاہور۔ ص ۱۰۸۲۔

[18] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔مرکز افکار اسلامی۔ ص:۸۲۳۔

[19] https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/استشعر

[20] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۲۔

پھر خداوند عالم نے بلند آسمانوں کے درمیان شگاف پیدا کئے اور ان کی وسعتوں کو طرح طرح کے فرشتوں سے بھر دیا۔ کچھ ان میں سر بسجود ہیں جو رکوع نہیں کرتے، کچھ رکوع میں ہیں جو سیدھے نہیں ہوتے، کچھ صفیں باندھے ہوئے ہیں جو اپنی جگہ نہیں چھوڑتے اور کچھ پاکیزگی بیان کر رہے ہیں جو اکتاتے نہیں، نہ ان کی آنکھوں میں نیند آتی ہے، نہ ان کی عقلوں میں بھول چوک پیدا ہوتی ہے، نہ ان کے بدنوں میں سستی و کاہلی آتی ہے، نہ ان پر نسیان کی غفلت طاری ہوتی ہے۔[21]

روانی:

نہج البلاغہ کے پہلے خطبے میں سے دو عبارتوں کا ترجمہ نمونے کے طور پر ذکر کیا گیا ہے جس میں عربی عبارت کی طرح اردو ترجمے کی روانی کو واضح اور عیاں طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

۱۔ اَوَّلُ الدِّیْنِ مَعْرِفَتُهٗ، وَ کَمَالُ مَعْرِفَتِهِ التَّصْدِیْقُ بِهٖ، وَ کَمَالُ التَّصْدِیْقِ بِهٖ تَوْحِیْدُهٗ، وَ کَمَالُ تَوْحِیْدِهِ الْاِخْلَاصُ لَهٗ، وَ کَمَالُ الْاِخْلَاصِ لَهٗ نَفْیُ الصِّفَاتِ عَنْهُ، لِشَهَادَةِ کُلِّ صِفَةٍ اَنَّهَا غَیْرُ الْمَوْصُوْفِ، وَ شَهَادَةِ کُلِّ مَوْصُوْفٍ اَنَّهٗ غَیْرُ الصِّفَةِ.

دین کی ابتدا اس کی معرفت ہے، کمالِ معرفت اس کی تصدیق ہے، کمالِ تصدیق توحید ہے، کمالِ توحید تنزیہ و اخلاص ہے اور کمالِ تنزیہ و اخلاص یہ ہے کہ اس سے صفتوں کی نفی کی جائے، کیونکہ ہر صفت شاہد ہے کہ وہ اپنے موصوف کی غیر ہے اور ہر موصوف شاہد ہے کہ وہ صفت کے علاوہ کوئی چیز ہے۔[22]

۲۔ وَ مِنْهُمْ اُمَنَآءُ عَلٰی وَحْیِهٖ، وَ اَلْسِنَةٌ اِلٰی رُسُلِهٖ، وَ مُخْتَلِفُوْنَ بِقَضَآئِهٖ وَ اَمْرِهٖ. وَ مِنْهُمُ الْحَفَظَةُ لِعِبَادِهٖ، وَ السَّدَنَةُ لِاَبْوَابِ جِنَانِهٖ. وَ مِنْهُمُ الثَّابِتَةُ فِی الْاَرَضِیْنَ السُّفْلٰی اَقْدَامُهُمْ، وَ الْمَارِقَةُ مِنَ السَّمَآءِ الْعُلْیَا اَعْنَاقُهُمْ، وَ الْخَارِجَةُ مِنَ الْاَقْطَارِ اَرْکَانُهُمْ، وَ الْمُنَاسِبَةُ لِقَوَآئِمِ الْعَرْشِ اَکْتَافُهُمْ، نَاکِسَةٌ دُوْنَهٗ اَبْصَارُهُمْ، مُتَلَفِّعُوْنَ تَحْتَهٗ بِاَجْنِحَتِهِمْ، مَضْرُوْبَةٌ بَیْنَهُمْ وَ بَیْنَ مَنْ دُوْنَهُمْ حُجُبُ الْعِزَّةِ، وَ اسْتَارُ الْقُدْرَةِ، لَا یَتَوَهَّمُوْنَ رَبَّهُمْ بِالتَّصْوِیْرِ، وَ لَا یُجْرُوْنَ عَلَیْهِ صِفَاتِ الْمَصْنُوْعِیْنَ، وَ لَا یَحُدُّوْنَهٗ بِالْاَمَاکِنِ، وَ لَا یُشِیْرُوْنَ اِلَیْهِ بِالنَّظَآئِرِ.

ان میں کچھ تو وحی الٰہی کے امین، اس کے رسولوں کی طرف پیغام رسانی کیلئے زبانِ حق اور اس کے قطعی فیصلوں اور فرمانوں کو لے کر آنے جانے والے ہیں، کچھ اس کے بندوں کے نگہبان اور جنت کے دروازوں کے پاسبان ہیں، کچھ وہ ہیں جن کے قدم زمین کی تہ میں جمے ہوئے ہیں (اور ان کی گردنیں بلند ترین آسمانوں سے بھی باہر نکلی ہوئی ہیں) اور ان کے پہلو اطراف عالم سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں، ان کے شانے عرش کے پایوں سے میل کھاتے ہیں، عرش کے سامنے ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہیں اور اس کے نیچے اپنے پروں میں لپٹے ہوئے ہیں اور ان میں اور دوسری مخلوق میں عزت کے حجاب اور قدرت کے سراپردے حائل ہیں۔ وہ شکل و صورت کے ساتھ اپنے رب کا تصور نہیں کرتے، نہ اس پر مخلوق کی صفتیں طاری کرتے ہیں، نہ اسے محل و مکان میں گھرا ہوا سمجھتے ہیں، نہ اشباہ و نظائر سے اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔[23]

اردو محاورے کا استعمال:

۱۔ وَ لَا یُحْصِیْ نَعْمَآئَهُ الْعَادُّوْنَ وَ لَا یُؤَدِّیْ حَقَّهٗ الْمُجْتَهِدُوْنَ، الَّذِیْ لَا یُدْرِکُهٗ یُعْدُ الْهِمَمِ،

جس کی نعمتوں کو گننے والے گن نہیں سکتے، نہ کوشش کرنے والے اس کا حق ادا کر سکتے ہیں، نہ بلند پرواز ہمتیں اسے پا سکتی ہیں،[24]

'بعد الہمم' سے مراد 'بعید ہمتیں' ہے جبکہ اس کا ترجمہ اردو محورے کا لحاظ کرتے ہوئے 'بلند پرواز ہمتیں' کیا گیا ہے جا کہ ایک خوبصورت اُسلوب ہے۔

۲۔ فَبَاعَ الْیَقِیْنَ بِشَکِّهٖ، وَ الْعَزِیْمَةَ بِوَهْنِهٖ۔

آدم علیہ السلام نے یقین کو شک اور ارادے کے استحکام کو کمزوری کے ہاتھوں بیچ ڈالا،[25]

باع کا معنی لغت میں بیچنا ذکر ہوا ہے اور جب باع حرف با کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو عموما اس کا مطلب ہوتا ہے کے بدلے میں بیچنا۔[26] مفتی صاحب نے کے بدلے کی بجائے کے ہاتھوں بیچنا ترجمہ کیا ہے۔ جا کہ اردو محاورہ میں ایک خوبصورت اسلوب ہے۔

۳۔ وَ اَهْلُ الْاَرْضِ یَوْمَئِذٍ مِلَلٌ مُّتَفَرِّقَةٌ، وَ اَهْوَآءٌ مُّنْتَشِرَةٌ، وَ طَرَآئِقُ مُتَشَتِّتَةٌ، بَیْنَ مُشَبِّهٍ لِلّٰهِ بِخَلْقِهٖ، اَوْ مُلْحِدٍ فِیْ اسْمِهٖ، اَوْ مُشِیْرٍ اِلٰی غَیْرِهٖ،

---

[21] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:93۔

[22] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۱۔

[23] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۴۔

[24] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۱۔

[25] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۶۔

[26] https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/باع

اس وقت زمین پر بسنے والوں کے مسلک جدا جدا، خواہشیں متفرق و پراگندہ اور راہیں الگ الگ تھیں۔ یوں کہ کچھ اللہ کو مخلوق سے تشبیہ دیتے، کچھ اس کے ناموں کو بگاڑ دیتے، کچھ اسے چھوڑ کر اوروں کی طرف اشارہ کرتے تھے۔[27]

لفظ 'بین' ویسے تو دو چیزوں کے درمیان کا معنی دینے کے لیے آتا ہے لیکن مذکورہ عبارت میں جس انداز کے ساتھ بین استعمل ہوا ہے یہاں اس کا معنی بامحاورہ طریقے سے اردو میں منتقل کیا جاسکتا ہے جیسا کہ مفتی صاحب نے 'یوں کہ' کے ذریعے سے کیا ہے۔

۴۔ وَ مُبَيِّنًا غَوَامِضَهٗ.

اس کی گتھیوں کو سلجھادیا۔[28]

غوامض غامض کی جمع ہے اور غامض گہری، مخفی اور پیچیدہ چیز کو کہتے ہیں۔[29] اور مبیّنا غوامضہ کا لفظی معنی 'اس کی گہرائیوں یا پیچیدگیوں کو بیان کرنا' بنتا جس کا ترجمہ 'گتھیوں کو سلجھادیا' کر کے مفتی صاحب نے بہت خوبصورت اردو محاورے کا استعمال کیا ہے۔

گرائمر کا لحاظ اور جملہ بندی:

عربی زبان سے اردو میں ترجمہ کرتے ہوئے جملہ بندی، الفاظ کی ترتیب اور ساخت کی تبدیلی کا خاص خیال کرنا پڑتا ہے کیونکہ عربی اور اردو کے جملوں کی ساخت اور ترتیب و ترکیب میں فرق پایا جاتا ہے۔ اس لیے ترجمے کرتے ہوئے اردو زبان میں اس طریقے جملہ بندی اور الفاظ کو ترتیب دیا جاتا ہے کہ اصلی عبارت کے معانی و مفاہیم میں تبدیلی واقع نہ ہو۔ نمونے کے طور پر چند مثالیں ذکر کی گئی ہیں جس میں مفتی صاحب نے عربی اور اردو کی ترتیب و ترکیب کے فرق کو مد نظر رکھتے ہوئے ترجمہ کیا ہے۔

۱۔ وَ لَا يَنَالُهٗ غَوْصُ الْفِطَنِ،

نہ عقل و فہم کی گہرائیاں اس کی تہ تک پہنچ سکتی ہیں۔

عربی عبارت میں 'غوص الفطن' بعد میں ہے جس کو 'عقل و فہم کی گہرائیاں' ترجمے میں پہلے ذکر کیا گیا ہے۔

۲۔ فَاغْتَرَّهٗ عَدُوُّهٗ نَفَاسَةً عَلَيْهِ بِدَارِ الْمُقَامِ، وَ مُرَافَقَةِ الْاَبْرَارِ،

لیکن ان کے دشمن نے ان کے جنت میں ٹھہرنے اور نیکوکاروں میں مل جل کر رہنے پر حسد کیا اور آخر کار انہیں فریب دے دیا۔[30]

اس عبارت میں 'فاغترہ' شروع میں آیا ہے جبکہ اردو میں جملہ بندی کی خاطر اس کا ترجمہ 'آخر کار انہیں فریب دے دیا' جملے کے آخر میں ذکر کیا گیا ہے۔

۳۔ وَ لَمْ يُخْلِ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ خَلْقَهٗ مِنْ نَّبِيٍّ مُّرْسَلٍ، اَوْ كِتَابٍ مُّنْزَلٍ، اَوْ حُجَّةٍ لَّازِمَةٍ، اَوْ مَحَجَّةٍ قَائِمَةٍ،

اللہ سبحانہ نے اپنی مخلوق کو بغیر کسی فرستادہ پیغمبرؑ یا آسمانی کتاب یا دلیلِ قطعی یا طریق روشن کے کبھی یونہی نہیں چھوڑا۔[31]

عربی عبارت میں 'لَمْ يُخْلِ' شروع میں آیا ہے اور اس کا ترجمہ 'کبھی یونہی نہیں چھوڑا' اردو اُسلوب کا لحاظ کرتے ہوئے آخر میں ذکر کیا گیا ہے۔

تفصیل و وضاحت:

۱۔ مَاْخُوْذًا عَلَى النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقُهٗ، مَشْهُوْرَةً سِمَاتُهٗ،

جن کے متعلق نبیوں سے عہد و پیمان لیا جاچکا تھا، جن کے علاماتِ (ظہور) مشہور،

سمات سمۃ کی جمع ہے جو علامات کے معنی پر دلالت کرتا جیسا کہ ترجمہ میں ذکر کیا گیا ہے۔[32] اور مفتی صاحب نے بریکٹ میں 'ظہور' کے لفظ کا اضافہ کر کے مزید وضاحت کر دی۔

۲۔ مُفَسِّرًا مُجْمَلَهٗ،

مجمل آیتوں کی تفسیر کر دی۔

---

[27] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۷۔

[28] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۸۔

[29] https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/غوامض

[30] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۶۔

[31] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۶۔۹۷۔

[32] https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/سمة

اس عبارت کے ترجمے میں 'مجمل' کی مزید وضاحت کے لیے لفظ 'آیتوں' کا اضافہ گیا ہے۔

۳۔ يَرِدُوْنَهٗ وُرُوْدَ الْاَنْعَامِ، وَ يَاْلَهُوْنَ اِلَيْهِ وُلُوْهَ الْحَمَامِ.

جہاں لوگ اس طرح کھنچ کر آتے ہیں جس طرح پیاسے حیوان پانی کی طرف اور اس طرح وارفتگی سے بڑھتے ہیں جس طرح کبوتر اپنے آشیانوں کی جانب۔[33]

ورود الانعام کا مطلب ہے 'حیوانوں کا آنا' جبکہ مفتی صاحب نے وضاحت کے ساتھ 'پیاسے حیوان کا پانی کی طرف آنا' ترجمہ کیا ہے اسی طرح 'ولوہ الحمام' کا مطلب ہے 'کبوتر کا وارفتگی کے ساتھ بڑھنا'[34] جبکہ مفتی صاحب نے وضاحت کرتے ہوئے 'کبوتر کا اپنے آشیانے کی طرف وارفتگی کیساتھ بڑھنا' ترجمہ کیا ہے۔

مفتی صاحب کے ترجمے کا تنقیدی جائزہ اور چند نمونے

مشکل عربی کلمات و تراکیب کا استعمال:

۱۔ فَاَجْرٰى فِيْهَا مَآءً مُّتَلَاطِمًا تَيَّارُهٗ، مُتَرَاكِمًا زَخَّارُهٗ،

اور ان میں ایسا پانی بہایا جس کے دریائے مواج کی لہریں طوفانی اور بحر زخار کی موجیں تہ بہ تہ تھیں۔[35]

اردو ترجمے میں 'دریائے مواج' کی ترکیب استعمال کی گئی ہے جس میں موّاج عربی زبان کا لفظ ہے جو اردو قارئین کے لیے نسبتا ثقیل لفظ ہے جبکہ اس کے متبادل الفاظ موجود ہیں مثلا موج زن، موج خیز اور تلاطم خیز[36] وغیرہ جن کو استعمال کر کے ترجمے کو نسبتا آسان بنایا جاسکتا ہے۔

درج ذیل پانچ احادیث تشریح طلب کلام میں ذکر ہوئی ہیں جن میں کچھ مشکل اور وضاحت طلب الفاظ کی تشریح ذکر کی گئی ہے۔

مفتی صاحب نے ان الفاظ کو جوں کا توں ذکر کیا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل عبارتوں میں دیکھا جاسکتا ہے کہ خط کشیدہ الفاظ کا ترجمہ عبارت کے عربی الفاظ کے ذریعے سے ہی کیا گیا ہے جن کے معانی سمجھنے کے لیے قاری کو تشریح کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے جہاں ترجمہ ڈھونڈنا دقت طلب کام ہے۔اس لیے ان الفاظ کا یا تو سلیس ترجمہ ذکر ہونا چاہیے یا پھر بریکٹس کے اندر وضاحت ذکر ہونی چاہیے۔۔تاکہ اس مشکل کو مناسب ترجمے سے حل کیا جاسکے۔

۲۔ فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ ضَرَبَ يَعْسُوْبُ الدِّيْنِ بِذَنَبِهٖ، فَيَجْتَمِعُوْنَ اِلَيْهِ كَمَا يَجْتَمِعُ قَزَعُ الْخَرِيْفِ.

جب وہ وقت آئے گا تو دین کا یعسوب اپنی جگہ پر قرار پائے گا اور لوگ اس طرح سمٹ کر اس طرف بڑھیں گے جس طرح موسم خریف کے قزع جمع ہو جاتے ہیں۔[37]

لغت میں یعسوب کا لفظی معنی 'شہد کی مکھیوں کی ملکہ' ہے جبکہ اس کا مرادی معنی 'رئیس القوم' یعنی قوم کا سردار و حاکم ہے۔[38] یہاں مرادی معنی ذکر کر کے ترجمے کو سہل اور مناسب بنایا جاسکتا ہے۔

۳۔ هٰذَا الْخَطِيْبُ الشَّحْشَحُ.

یہ خطیب شحشح۔

خطیب شحشح سے مراد ماہر خطیب ہے۔[39]

۴۔ اِنَّ لِلْخُصُوْمَةِ قُحَمًا.

لڑائی جھگڑے کا نتیجہ قحم ہوتے ہیں۔

قحم سے مراد 'تباہیاں' ہیں۔[40]

---

[33] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۸۔

[34] https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/ولوہ

[35] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۲۔

[36] http://udb.gov.pk/resultمواج

[37] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۰۵۔

[38] المعجم الوسیط عربی اردو۔محمد اویس و عبد النصیر علوی۔ مکتبہ رحمانیہ: اردو بازار۔لاہور۔ ص ۷۱۱۔

[39] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۰۶۔

[40] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۰۶۔

۵۔ اَعْذِبُوْا عَنِ النِّسَآءِ مَا اسْتَطَعْتُمْ.

جہاں تک بن پڑے عورتوں سے عاذب رہو۔

عاذب سے مراد 'کنارہ کشی اختیار کرنا ےاالگ ہونا' ہے[41]۔

٦۔ كُنَّآ اِذَا احْمَرَّ الْبَاْسُ اتَّقَيْنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَكُنْ اَحَدٌ مِّنَّآ اَقْرَبَ اِلَى الْعَدُوِّ مِنْهُ.

جب احمرارِ باس ہوتا تھا تو ہم رسول اللہ ﷺ کی سپر میں جاتے تھے، اور ہم میں سے کوئی بھی ان سے زیادہ دشمن سے قریب تر نہ ہوتا تھا۔

احمرار باس سے مراد 'گھمسان کا رن پڑنا یا جنگ کا شدید ہونا' ہے۔[42]

مشکل فارسی کلمات وتراکیب کا استعمال:

1. يَذْكُرُ فِيْهَا ابْتِدَاءَ خَلْقِ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَ خَلْقِ اٰدَمَ۔

اس میں ابتدائے آفرینش زمین وآسمان اور پیدائش آدم علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے

لغت میں آفرینش کا یہ معنی ذکر کیا ہے

پیدائش، تخلیق، پیدا ہونا، عدم سے وجود میں آنا یا دنیا، کائنات، جو کچھ خدا نے خلق کیا۔[43] آفرینش جو کہ نسبتا مشکل لفظ ہے کی جگہ مذکورہ الفاظ میں سے کسی آسان لفظ کا انتخاب کیا جا سکتا ہے۔

٢۔ وَ كَتَبَ عَلَيْكُمْ وِفَادَتَهٗ،

اور اس کی طرف راہ نوردی فرض کر دی ہے۔

معجم المعانی میں وفادہ کا معنی قدوم اور تقدم ذکر کیا گیا ہے۔[44] یعنی کسی خاص مقام کی طرف سفر کرنا یا بڑھنا جو کہ آسان بھی ہے قابل فہم بھی۔ جبکہ راہ نوردی فارسی لفظ ہے جو آجکل کے اردو قارئین کے لیے ناقابل فہم ہے۔

قابل اصلاح ترجمہ:

١۔ كَرِيْمًا مِيْلَادُهٗ.

محل ولادت مبارک ومسعود تھا۔[45]

لغت میں "میلاد" کا معنی ولادت یا ولادت کا وقت ذکر ہوا ہے۔[46] اس لیے یہاں محل ولادت کی بجائے صرف 'ولادت' کا لفظ استعمال کرنا زیادہ مناسب ہے۔

٢۔ ثُمَّ اخْتَارَ سُبْحَانَهٗ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ لِقَآئَهٗ، وَ رَضِيَ لَهٗ مَا عِنْدَهٗ، وَ اَكْرَمَهٗ عَنْ دَارِ الدُّنْيَا،

پھر اللہ سبحانہ نے محمد ﷺ کو اپنے لقاء وقرب کیلئے چنا، اپنے خاص انعامات آپؐ کیلئے پسند فرمائے اور دارِ دنیا کی بود و باش سے آپؐ کو بلند تر سمجھا۔[47]

عربی لغت میں "أکرم عن" کا معنی محفوظ کرنا یا بچانا ذکر ہوا ہے۔[48] اس لیے ترجمہ میں 'بلند تر سمجھنا' کا معنی لینے کی بجائے 'بلند تر رکھنا' زیادہ مناسب ہے۔

٣۔ فَارْبَعْ اَبَا الْعَبَّاسِ، رَحِمَكَ اللّٰهُ!

دیکھو ابن عباس! خدا تم پر رحم کرے[49]!

---

[41] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۰۹۔

[42] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۱۰۔

[43] فرہنگ جامع:دکتر سید علی رضا نقوی۔ رایزنی فرہنگی سفارت ایران۔ اسلام آباد۔پاکستان۔ ص ١٦۔
http://udb.gov.pk/result.php?search=آفرینش+

[44] https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/%D9%88%D9%81%D8%A7%D8%AF%D8%A9/

[45] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۷۔

[46] https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/ میلاد

[47] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۷۔

[48] https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/ أكرم عن

[49] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۶۸۷۔

رَبِّعِ یَرَبِّعُ ارَبِّعْ کا معنی 'خاطر جمع رکھنا، ٹھہرنا اور انتظار کرنا'[50] ذکر ہوا ہے اس لیے دیکھو کی جگہ 'ٹھہرو یا خاطر جمع رکھو' ترجمہ کرنا نسبتا بہتر ہے۔

قدیم و ثقیل اردو کا استعمال:

١۔ اَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ عَنِ اکْتِسَابِ الإِخْوَانِ، وَ اَعْجَزُ مِنْهُ مَنْ ضَيَّعَ مَنْ ظَفِرَ بِهٖ مِنْهُمْ.

لوگوں میں بہت درماندہ وہ ہے جو اپنی عمر میں کچھ بھائی اپنے لئے نہ حاصل کر سکے، اور اس سے بھی زیادہ درماندہ وہ ہے جو پا کر اسے کھو دے۔[51]

یہاں اعجز کا ترجمہ درماندہ کیا گیا ہے جو کہ نسبتا ثقیل ہے اور اس کی جگہ بدحال، لاچار اور نادار جیسے الفاظ موجود ہیں[52]۔

٢۔ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى اَهْلِ الْكُوْفَةِ جَبْهَةِ الْاَنْصَارِ وَسَنَامِ الْعَرَبِ.

خدا کے بندے علی امیر المومنین علیہ السلام کی طرف سے اہل کوفہ کے نام جو مددگاروں میں سربرآوردہ اور قومِ عرب میں بلند نام ہیں۔[53]

یہ پہلے مکتوب میں سے ایک عبارت ہے جس میں جبہہ کا ترجمہ سربرآوردہ سے کیا گیا ہے جو کہ معاصر اردو قارئین کے لیے ثقیل ہے۔ سربرآوردہ کے معانی 'نمایاں، سرکردہ، خاص، ممتاز اور معزز،'[54] ذکر ہوئے ہیں ان معانی میں سے کسی کو ذکر کرنے سے ترجمہ سہل ہو جائے گا۔

٣۔ وَ اِنَّ عَمَلَكَ لَيْسَ لَكَ بِطُعْمَةٍ، وَ لٰكِنَّهٗ فِيْ عُنُقِكَ اَمَانَةٌ، وَ اَنْتَ مُسْتَرْعًى لِّمَنْ فَوْقَكَ.

یہ عہدہ تمہارے لئے کوئی آزوقہ نہیں ہے، بلکہ وہ تمہاری گردن میں ایک امانت (کا پھندا) ہے اور تم اپنے حکمران بالا کی طرف سے حفاظت پر مامور ہو۔[55]

آزوقہ کا معنی لغت میں 'دانہ پانی، روزی روٹی، کمائی، آمدن'[56] وغیرہ ذکر کیا گیا ہے۔ آزوقہ کیونکہ مشکل لفظ ہے اس لیے اس کی جگہ مترادف لفظ 'آمدن یا کمائی کا ذریعہ' وغیرہ کو ذکر کرنے سے ترجمہ آسان ہو جائے گا۔

مجمل و مفہومی ترجمہ:

١۔ الَّذِيْ لَيْسَ لِصِفَتِهٖ حَدٌّ مَّحْدُوْدٌ، وَ لَا نَعْتٌ مَّوْجُوْدٌ،

اس کے کمالِ ذات کی کوئی حد معین نہیں، نہ اس کیلئے توصیفی الفاظ ہیں،

صفت کا ترجمہ 'کمال ذات' کیا گیا ہے کہ جس میں اجمال پایا جاتا اور اضاحت و تشریح کا طالب ہے۔

٢۔ فَمَنْ وَّصَفَ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ فَقَدْ قَرَنَهٗ،

لہٰذا جس نے ذاتِ الٰہی کے علاوہ صفات مانے اس نے ذات کا ایک دوسرا ساتھی مان لی۔[57]

وصف کا معنی بیان کرنا اور تصویر کشی کرنا ذکر ہوا ہے[58] جبکہ مذکورہ ترجمے میں 'ذات الٰہی کے علاوہ صفات ماننا' ذکر کیا گیا ہے جس میں اجمال پایا جاتا ہے۔

٣۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَا يَبْلُغُ مِدْحَتَهُ الْقَآئِلُوْنَ،

تمام حمد اس اللہ کیلئے ہے، جس کی مدح تک بولنے والوں کی رسائی نہیں،[59]

'القائلون' کا ترجمہ 'بولنے والے' کیا گیا ہے ناطق و متکلم بولنے والے کو کہتے ہیں اور ناطق اور قائل میں فرق ہے۔ یہاں قائل کا مفعول 'مدح' محذوف مان کر یوں ترجمہ کیا جا سکتا ہے 'مدح کرنے والے یا کہنے والے'۔

---

[50] https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/ربع

[51] نہج البلاغہ۔ ٢٠٢١۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:٨٢٤۔

[52] http://udb.gov.pk/result.php?search درمانده

[53] نہج البلاغہ۔ ٢٠٢١۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:٦٥٤۔

[54] http://urdulughat.info/words/سربرآورده
https://www.urduinc.com/english-dictionary/سربرآورده-meaning-in-urdu

[55] نہج البلاغہ۔ ٢٠٢١۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:٦٦٣۔

[56] https://www.urduinc.com/english-dictionary/آزوقه-meaning-in-urdu / https://meaningin.com/urdu-to-english/آزوقه-in-english

[57] http://shahani.net/nahajulbalagha.php?t=1&n=1#m%DB%B1

[58] https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/%D9%88%D8%B5%D9%81/

[59] نہج البلاغہ۔ ٢٠٢١۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:٩١۔

ترجمے میں حذف:

۱۔ اَنْشَاَ الْخَلْقَ اِنْشَآءً، وَ ابْتَدَاَهُ ابْتِدَآءً، بِلَا رَوِيَّةٍ اَجَالَهَا۔

اس نے پہلے پہل خلق کو ایجاد کیا بغیر کسی فکر کی جولانی کے۔[60]

مندرجہ بالا خط کشیدہ عربی عبارت کا ترجمہ ذکر نہیں کیا گیا۔

۲۔ مُفَسِّرًا مُجْمَلَهٗ،

مجمل آیتوں کی تفسیر کر دی۔[61]

یہاں ہٖ ضمیر کا ترجمہ ذکر نہیں کیا گیا بلکہ سیاق وسباق اور قرینہ پر اعتماد کرتے ہوئے ترجمہ ترک کیا گیا ہے۔

کلمات کا اضافہ:

۱۔ وَ مَنْ حَدَّهٗ فَقَدْ عَدَّهٗ۔[62]

اور جو اسے محدود سمجھا وہ اسے دوسری چیزوں ہی کی قطار میں لے آیا۔

'عدّ' کا مطلب شمار کرنا ہے[63] مذکورہ ترجمہ میں اضافی اور وضاحتی کلمات استعمال کر کے ترجمہ کیا گیا ہے۔

۲۔ فَاَجْرٰى فِيْهَا مَآءً مُّتَلَاطِمًا تَيَّارُهٗ، مُتَرَاكِمًا زَخَّارُهٗ،

اور ان میں ایسا پانی بہایا جس کے دریائے مواج کی لہریں طوفانی اور بحر زخار کی موجیں تہ بہ تہ تھیں۔[64]

'متلاطما تیارہ' سے مراد تلاطم خیز لہریں۔[65] یا طوفانی لہریں ہے جیسا کہ ترجمے میں ذکر کیا گیا ہے۔ جبکہ 'دریائے مواج' کے الفاظ ترجمے میں اضافی ہیں عربی عبارت میں ان کے مقابل الفاظ موجود نہیں ہیں۔

۳۔ كُنْ فِي الْفِتْنَةِ كَابْنِ اللَّبُوْنِ، لَا ظَهْرٌ فَيُرْكَبَ، وَ لَا ضَرْعٌ فَيُحْلَبَ.

فتنہ وفساد میں اس طرح رہو جس طرح اونٹ کا وہ بچہ جس نے ابھی اپنی عمر کے دو سال ختم کئے ہوں کہ نہ تو اس کی پیٹھ پر سواری کی جا سکتی ہے اور نہ اس کے تھنوں سے دودھ دوہا جا سکتا ہے۔[66]

' كُنْ فِي الْفِتْنَةِ كَابْنِ اللَّبُوْنِ' کا مختصر ترجمہ یوں کیا جا سکتا ہے 'فتنہ وفساد میں دو سالہ اونٹنی کے بچے کی طرح رہو' جبکہ مذکورہ بالا ترجمے میں کافی سارے اضافی اور تشریحی الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

۴۔ اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ الْمَرْءَ قَدْ يَسُرُّهٗ دَرْكُ مَا لَمْ يَكُنْ لِّيَفُوْتَهٗ، وَ يَسُوْؤُهٗ فَوْتُ مَا لَمْ يَكُنْ لِّيُدْرِكَهٗ۔۔۔ فَلْيَكُنْ سُرُوْرُكَ بِمَا نِلْتَ مِنْ اٰخِرَتِكَ،

۔۔۔انسان کو کبھی ایسی چیز کا پالینا خوش کرتا ہے جو اس کے ہاتھوں سے جانے والی ہوتی ہی نہیں اور کبھی ایسی چیز کا ہاتھ سے نکل جانا اسے غمگیں کر دیتا ہے جو اسے حاصل ہونے والی ہوتی ہی نہیں۔ یہ خوشی اور غم بیکار ہے۔ تمہاری خوشی صرف آخرت کی حاصل کی ہوئی چیزوں پر ہونی چاہیے۔[67]

مذکورہ بالا ترجمے میں دیکھا جا سکتا ہے کہ 'اما بعد' کا ترجمہ نہیں کیا گیا اور بعد والے جملوں میں 'یہ خوشی اور غم بیکار ہے۔' کے ترجمے کا اضافہ کیا گیا ہے جبکہ اس کی عربی عبارت موجود نہیں۔

---

[60] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۲۔

[61] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۸۔

[62] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۲۔

[63] https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/عدّ

[64] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۹۲۔

[65] https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/تيار

[66] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:۸۲۳۔

[67] نہج البلاغہ۔ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔ ص:٦٩١۔

نتائج بحث

۱۔ مفتی صاحب کا نہج البلاغہ کا ترجمہ آج سے تقریباً ۶۵ سال پرانا ہے اس لیے معاصر اردو قائین کو بہت سارے الفاظ کو سمجھنے میں دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۲۔ مفتی صاحب نے اپنی علمی سطح اور اپنے ذخیرہ الفاظ کے مطابق ترجمہ کیا ہے جس کو سمجھنے میں عام قاری کو مشکل درپیش ہوتی ہے۔

۳۔ مفتی صاحب کے دور میں فارسی رائج تھی اس لیے اس وقت فارسی الفاظ کو سمجھنا آسان تھا جبکہ آجکل سمجھنا مشکل ہے۔

۴۔ مفتی صاحب نے بریکٹ کا استعمال بہت کم کیا ہے جبکہ نہج البلاغہ جیسی عالی اور وسیع معارف و مفاہیم رکھنے والی کتاب کے ترجمے میں حسب ضرورت اضاحت و تشریح کی خاطر بریکٹس کو استعمال کیا جاسکتا ہے تھ کہ ترجمے کو مزید آسان بنایا جاسکے۔

۵۔ مذکورہ ترجمہ نہج البلاغہ کے ابتدائی تراجم میں سے ہے ار کیونکہ ترجمہ ایک ارتقائی عمل ہے اس لیے وقت کے ساتھ ساتھ اس میں تبدیلی اور بہتری لائی جاسکتی ہے۔

۶۔ کیونکہ کوئی بھی زبان ارتقائی عمل سے گزرتی ہے جس کی وجہ سے اس تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جو سابقہ تراجم کو قدیم بنادیتی ہیں اس لیے اس امر کی ضرورت ہے کہ معاصر زبان و محاورے کا لحاظ کرتے ہوئے سابقہ تراجم میں حسب ضرورت ترمیم کی جائے اور ماہرین کی خدمات لیتے ہوئے نئے تراجم کا اہتمام کیا جائے تاکہ نئی نسل تک معانی و مفاہیم کو آسانی سے منتقل کیا جاسکے اور کلام امامؑ سمجھنے میں آسانی ہو۔

ببلیو گرافی

نہج البلاغہ۔ شریف الرضی، مترجم: مفتی جعفر حسین، پانچواں ایڈیشن، مارچ ۲۰۲۱۔ مرکز افکار اسلامی۔

الذریعہ تی تصانیف الشیعہ۔ آغا بزرگ طہرانی، ج ۴۔ دار الاضوا۔ بیروت۔

مقدمہ فتح الرّحمٰن۔ ص: ب۔ مطبوعہ: تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور۔

معجم الوسیط عربی اردو۔ محمد اویس و عبد النصیر علوی۔ مکتبہ رحمانیہ: اردو بازار۔ لاہور۔

فرھنگ جامع: دکتر سید علی رضا نقوی۔ رایزنی فرھنگی سفارت ایران۔ اسلام آباد۔ پاکستان۔

http://balaghah.net

http://shahani.net

https://www.islamtimes.org/ur/article/482581

https://www.darululoom-deoband.com

https://www.almaany.com

http://udb.gov.pk

http://urdulughat.info

https://www.urduinc.com

https://meaningin.com

https://ur.wikishia.net

https://ur.m.wikipedia.org

https://m.facebook.com